



## سوال

(865) کیا اللہ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے، اور کیا اہل سنت یا اہل حدیث کھلوانا جواز اور فرقہ بندی ہے؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے، لہذا اہل سنت یا اہل حدیث کھلوانا جواز اور فرقہ سازی ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

عہد رواں میں اس لایعنی بحث مباحثے کا بانی مسعود احمد ہے، محدثین عظام کی تضحیک، ان کے کارہائے نمایاں کا منہ چڑانا، اسلام کا لیبل لگا کر جھمیہ، معتزلہ، خوارج اور دیگر باطل فرقوں کی درپردہ وکالت کرنا اس کا وطیرہ ہے۔ مگر یاد رہے کہ:

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُشِيعَ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۚ ۳۲ ... سورة التوبة

بالفرض اگر ان کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو الفاظ قرآنی کے عموم کے پیش نظر اس کا اور اس کے حملہ حواریوں کا نام بھی المسلمین ہی ہونا چاہیے تھا، جب کہ واقعات اس کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ آیت کریمہ میں ”مسلمین“ نام بطور صفت بیان ہوا ہے بطور علم نہیں۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب میں ”مسلمین ہی کی متعدد دیگر صفات ذکر ہوئی ہیں، اس کے علاوہ ”مسند امام احمد“ کی صحیح حدیث میں ہے:

‘فَادْعُوا الْمُسْلِمِينَ بِأَسْمَائِهِمْ بِمَا سَمَّاهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ’ (مسند احمد، رقم ۱۷۱۷۰)

”پس تم مسلمین کو ان ناموں کے ساتھ پکارو جو نام اللہ عزوجل نے ان کے رکھے ہیں، یعنی مسلمین مومنین، عباد اللہ۔“

مذکورہ آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے و صفی نام رکھے ہیں، جن سے چنداں انکار ممکن نہیں۔ مزید یہ کہ ان حضرات نے لفظ جماعت کا اضافہ کر کے اپنے فرقے کا نام ”جماعت المسلمین“ رکھا ہے، جو قرآنی الفاظ پر زیادتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نام ہم نے حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لیا ہے تو پھر بطور استدلال قرآنی آیت پیش کرنا درست نہ ہوا، آیت کی بجائے حدیث حذیفہ کا نام لینا چاہیے جب کہ امر واقع یہ ہے کہ حدیث میں اس کا نام و نشان تک نہیں، حدیث میں گول تا (قۃ) سے اس طرح جماعت المسلمین ہے، جب کہ ان کی جماعت کا نام، جماعت المسلمین، لمبی تا سے ہے جو اس کے بے اصل اور جعلی ہونے کی واضح دلیل ہے۔



دوسری بات یہ ہے کہ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مصنوعی جماعت مراد نہیں، بلکہ اس سے مقصود مسلمانوں کی اجتماعی ہے۔ جو امارت و حکومت میں ایک خلیفہ پر مجتمع ہو۔ متعدد احادیث میں اس امر کی تصریح موجود ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ہذا کو 'کتاب الفتن' میں ذکر کیا ہے، جس سے مقصود یہ ہے کہ فتنہ و فساد کے زمانے میں مسلمانوں کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔ پھر اس حدیث پر بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے: **(بَابُ كَيْفَ الْأَمْرِ إِذَا لَمْ يَكُنْ جَمَاعَةً)** یعنی جب جماعت نہیں ہوگی تو ایسے وقت میں صورت حال کیا ہوگی؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

”اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایک خلیفہ پر اجتماع سے پہلے اختلاف کی حالت میں مسلم کیا طرز عمل اختیار کرے گا؟“ (فتح الباری: ۳۵/۱۲)

نیز حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ میں فرقوں سے مراد سیاسی گروہ بندیاں ہیں جو کسی ایک خلیفہ اور امام کی قیادت سے محروم ہوں۔ جب منزل مقصود ایک ہو تو نام کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا، فرقے نام رکھنے سے نہیں بلکہ عقیدے اور نظریات کی تبدیلی سے وجود میں آتے ہیں، جس طرح معتزلہ نے اپنا نام تو اہل العدل والتوحید رکھا ہوا تھا لیکن پس پردہ ان کا مقصود صفات البیہ کا انکار تھا، چنانچہ یہ نام ان کے لیے نفع بخش ثابت نہ ہو سکا۔ اسی طرح ان لوگوں نے اپنے فرقے کا نام 'جماعت المسلمین' رکھا ہے لیکن مقصود جمیہ کی پیروی میں صفات البیہ کا انکار ہے، لہذا یہ نام رکھنے سے ان لوگوں کو بھی (ان شاء اللہ) کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

واضح ہو کہ 'اہل الحدیث، یا اہل السنن، کسی ایک گروہ کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ منکرین صفات البیہ کے مد مقابل ایک محاذ اور تحریک کا نام ہے، جس کا مطمح نظر صرف اور صرف کتاب و سنت کی روشنی میں منج سلف صالحین کو واضح کرنا ہے، یہ ایک طرز فکر و عمل اور منج حیات کا نام ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، مستفرقات: صفحہ: 589

محدث فتویٰ